عورتوں کا دودھ اور جدید بینکاری نظام

غلام حسنین عباسی، جامعہ ازہر مصر

یہ عقیدۂ اہل سنت اور واقعی حقیقت ہے جس سے مجال انکار نہیں کہ اللہ رب العزت نے انسان کو جمیع حیوانات سے ممتاز پیدا فرمایا اور بہت ساری نعمتوں سے سرفراز کیا جن نعمتوں کا انسان شمار نہیں کر سکتا۔ انھیں نعمتوں میں دودھ جیسی نعمت بھی ہے جسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے نومولود کی غذا بنائی۔ اس دودھ کی بنیاد پر دودھ پلانے والی اور جو اس سے متصل افراد ہیں اس بچہ پر حرام ہو جاتے ہیں، بلکہ اللہ رب العزت نے مرضعہ کو اس کی ماں قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وامھاتکم اللاتی ارضعنکم۔**

بچوں کی زندگی میں انسانی دودھ کی اس اہمیت کی بنیاد پر بعض مفکرین نے عورتوں کا دودھ جمع کرنے اور اسے احتیاط کر کے ڈبوں میں پیک کر کے بیچے جانے کے بینکاری نظام کی تجویز پیش کی۔ اس موضوع کی اہمیت کو دیکھ کر میں نے اپنے اساتذہ اور مذاہب اربعہ کے مصادر کی کتابوں سے جو سمجھا اسے قارئین کے حوالے کر رہا ہوں۔

آج یورپ میں انسانی خون جمع کرنے والے بینک کی طرز میں عورتوں کے دودھ کا نظامِ بینکاری عام ہو گیا ہے۔ یہ بینک عورتوں کا دودھ خرید کر اختلاط کرتے ہیں اور عام طور سے پاؤڈر بنا کر ڈبوں کی پیکنگ کے طریقے پر عمل کرتے ہیں۔ عام انسان اسے شوق سے اپنے بچوں کی غذا کے لئے ماں کے پستان سے دودھ پلانے اور اجرت میں دودھ پلانے والی عورتوں کے بدلے میں خریدتے ہیں۔ یہ صورت بڑی رفتاری سے اسلامی معاشرے میں رواج پا رہی ہے۔ بعض مسلمان تو ہر اس فکر کی تقلید کر لیتے ہیں جو آج یورپ و امریکہ کے لوگ کر رہے ہیں، اتنا تک خیال نہیں کرتے کہ شریعت اسلامیہ میں اس کا کیا حکم ہے۔

شریعت کا حکم:

شرعی حکم بیان کرنے سے پہلے یہ بحث اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ پہلے انسانی دودھ

کے بیع کا حکم بیان کیا جائے۔ اس طرح یہ بحث دوحصوں میں منقسم ہوتی ہے۔

اول: انسانی دودھ کی بیع کا حکم۔

ثانی: دودھ کے بینکاری نظام کی تاسیس کا حکم۔

اول:

عورت کا دودھ اس کے جسم سے نکلنے والا اس کا ایک جز ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رحمت خداوندی کی علامات میں سے ایک علامت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نومولود کی غذا بنایا، جسے بچوں کو غذا کے طور پر پلایا جاتا ہے۔ دودھ بچوں کی زندگی کے قیام کے لئے اسی وقت تک ضروری ہے جب تک وہ دوسری غذا لینے کے قابل نہ ہو جائیں یا شرعی وقت پورا ہو جائے یعنی دو سال، اب شریعت میں اس کا کیا حکم ہے، یہ ایک لمبی بحث ہے۔ مختصراً یہ کہ فقہاء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے ان کا دو مذہب ہے۔ ہم راجح مذہب کا قول، اس کے دلائل اور ان پر ہونے والے اعتراضات کا ذکر کریں گے۔ اگر اس میں کسی طرح کی کوئی کمی رہتی ہے تو یہ میرا ناقص مطالعہ ہوگا اصلاح فرمائیں۔

مذہب اول:

حنفیہ کے نزدیک ایسے دودھ کی بیع جائز نہیں، مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باندی کے دودھ کی بیع جائز ہے۔ (۱)

ہدایہ میں ذکر ہے: عورت کے دودھ کی بیع پیالہ میں جائز نہیں۔ حضرت کمال ابن ہمام نے اس قول کی تعلیق یوں بیان فرمائی: ''برتن کی یہ قید اس دودھ کا محل سے انفصال کے بعد اس کی بیع کی ممانعت کے لئے ہے، کیونکہ دودھ کسی بھی برتن میں محل سے جدا ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ رہ گئی بات عین پیالہ کی تو یہ قید نہیں ہے بلکہ سارے برتن برابر ہیں۔ یہ قید دودھ کے لازم کے اعتبار سے ہے کہ وہ انفصال کے بعد کسی برتن ہی میں ہوگا۔''

امام ابو یوسف کی طرح ایک ضعیف قول شافعیہ کا بھی ہے۔ مجموع میں ہے انسانوں کے دودھ کی بیع ہمارے نزدیک جائز ہے۔ اس میں کوئی کراہت نہیں اور یہی قول راجح ہے۔ اکثر شافعیہ نے جواز کا قول کیا سوائے ماوردی، شاشی اور رویانی کے۔ ان فقہاء نے ابو القاسم انطاقی سے ایک شاذ روایت بیان کی ہے کہ یہ دودھ نجس ہے۔ اس لئے اس کی بیع جائز نہیں۔ یہ ضرورت و حاجت کی بنیاد

پر بچوں کی پرورش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔بعض فقہاء نے اس روایت کو غلط کہا ہے۔(۲) جیسا کہ حاوی میں امام ماوردی نے ذکر فرمایا کہ عورتوں کا دودھ پاک ہے اور اس کا پینا حلال ہے اور اس کی بیع بھی جائز ہے۔(۳)

یہی قول حنابلہ کا بھی ہے۔ انسانی دودھ کی بیع کے سلسلے میں امام احمد نے فرمایا: ''میں اسے مکروہ جانتا ہوں۔لیکن اصحابِ حنابلہ نے اس کے جواز میں اختلاف کیا۔امام خرقی کا ظاہری کلام اس کے جواز کی طرف اشارہ کرتا ہے۔(۴)

مذہب ثانی:

عورتوں کے دودھ کی بیع جائز ہے۔اس طرف مالکیہ گئے ہیں۔ "بدایة المجتھد" میں مذکور ہے۔ اس باب میں ان کے مشہور مسائل میں سے عورتوں کا دودھ جب پستان سے نکال لیا جائے تو اس کے بیع کے جواز میں ان کا اختلاف ہے۔(۵)

باندی کے دودھ کے بارے میں یہی قول امام ابو یوسف کا بھی ہے۔ ہدایہ میں مذکور ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں باندی کے دودھ کی بیع جائز ہے۔(۶)

بدائع میں ہے: امام ابو یوسف کے نزدیک باندی کے دودھ کی بیع جائز ہے کیونکہ وہ دودھ جس عورت کا جز ہے، وہ مال ہے اور جس طرح اس کا پورا جسم بیع کا محل ہے اسی طرح اس کا دودھ بھی ہے، اس لئے اس کا بیچنا جائز ہے۔(۷)

یہی قول حنابلہ کے امام خرقی اور ابن حامد کا ہے۔ ابن قدامہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔(۸)

ابن حزم کا بھی یہی قول ہے۔ محلی میں ہے عورتوں کے دودھ کی بیع جائز ہے، اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ عورت اپنا دودھ کسی برتن میں نکال کر اس شخص کو دے جو اسے اپنے بچے کو پلائے اور درحقیقت یہ عمل اس عورت کا اپنے دودھ کا کسی کو مالک بنانا ہے اور ہر وہ چیز جس کا مالک بنانا اور جس چیز میں املاک کی منتقلی جائز ہے اس کی بیع بھی جائز ہے۔(۹)

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

اختلاف کا سبب:

ابن رشد اختلاف کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس باب میں فقہاء کا ان کے مشہور مسائل میں سے عورتوں کے دودھ کی بیع کے جواز میں اختلاف ہے۔ جب دودھ عورت کے پستان سے نکال لیا جائے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ جواز کا قول فرماتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ عدم جواز کا قول فرماتے ہیں۔ جن فقہاء نے دودھ کی بیع کے جواز کا قول کیا انھوں نے اس کا قیاس جملہ جانوروں کے دودھ پر کیا۔ وہ اصل میں حرام ہے جیسا کہ ابن آدم کا گوشت حرام ہے، لیکن ضرورت کے وقت اس کا کھانا جائز ہے اور حنفیہ نے امام مالک اور امام شافعی کے قیاس کے بارے میں فرمایا کہ ایسا ہی انسان ہے، جب اس کا گوشت کھانا حلال نہیں تو اس کے دودھ کی بیع بھی جائز نہیں۔ اس باب میں ائمہ کے اختلاف کا سبب مشابہ مسئلہ میں ان کے قیاس کا تعارض ہے۔ (۱۰)

میرے نزدیک جو راجح مذہب ہے اس کے دلائل: اس مذہب کے فقہاء نے عورتوں کے دودھ کی بیع کی حرمت کا معقول سے اس طرح استدلال کیا۔

پہلی دلیل:

دودھ مال نہیں اس لئے اس کی بیع بھی جائز نہیں۔ اس بات کی دلیل کہ دودھ مال نہیں وہ اس لئے کہ اس دودھ سے انتفاع شرع میں مطلقاً جائز نہیں ہے بلکہ نومولود کی غذا ہونے کی وجہ سے ہے اور ہر وہ چیز جس سے انتفاع صرف ضرورت اور حاجت کے وقت جائز ہو وہ مال نہیں ہوا کرتی ہے، جیسے شراب اور خنزیر۔ (۱۱)

اس دلیل پر مجوزین نے اعتراض کیا کہ یہ دودھ ظاہر ہے، جس سے انتفاع کیا جاتا ہے، لہٰذا اس کی بیع بھی جائز ٹھہری، جس طرح بکری کا دودھ۔ (۱۲)

دوسری دلیل:

دودھ آدمی کا جزء ہے اور آدمی اپنے تمام اجزاء کے ساتھ مکرم ومحترم ہے اور کرامت انسانیہ کا یہ تقاضا ہے کہ خرید وفروخت کر کے اس کی اہانت نہ کی جائے۔ (۱۳)

دوسرے مذہب کے فقہاء نے اس دلیل پر دو اعتراض کئے:

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

اول: آدمی کے اجزاء کے تلف سے ضمان واجب ہو جاتا ہے تو ضروری ہے کہ دودھ بھی اس طرح ہو۔ مذہب اول نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ آدمی کے اجزاء کے تلف سے مطلقاً ضمان واجب نہیں ہوتا بلکہ ضمان اس کا ہوتا ہے جس کا اصل میں نقص واقع ہوا ہو۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب زخم مندمل ہو جاتا ہے اور دانت نکل آتے ہیں تو ضمان بھی ساقط ہو جاتا ہے؟ اور دودھ کے تلف سے اصل میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا، لہٰذا اس کا ضمان بھی نہیں۔ (۱۴)

ثانی: ابن قدامہ نے مذکورہ دلیل پر اعتراض کیا ہے جو مغنی میں اس طرح مذکور ہے: ''غلام اور باندی کے جمیع اجزاء کی بیع جائز ہے ہاں آزاد کی بیع حرام ہے، کیونکہ وہ مملوک نہیں، اور مقطوع اجزاء کی بیع جائز نہیں کہ وہ نفع بخش نہیں۔'' (۱۵)

حضرت امام کاسانی نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ آزاد اور باندی کو صرف اس لئے بیع کا محل قرار دیا گیا کہ ان میں رقیت حلول ہے اور رقیت کا حلول صرف زندہ میں ہوتا ہے اور دودھ میں زندگی نہیں، لہٰذا اس کو رقیت بھی حلول نہیں۔ وہ بیع کا محل کہاں سے ہوگا۔ (۱۶)

تیسری دلیل:

جب عورت کا دودھ پستان میں ہو تو اس کی بیع جائز نہیں تو اس سے نکال کر بھی جائز نہیں۔ (۱۷)

چوتھی دلیل:

دودھ آدمی کا فضلہ ہے لہٰذا اس کی بیع جائز نہیں، جس طرح کہ آنسو، تھوک اور پسینہ۔ (۱۸)

پانچویں دلیل:

نومولود کے لئے انسانی دودھ سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور عورت کے دودھ کی بیع کی اشاعت سے فساد نکاح کے ابواب کا کھولنا لازم آئے گا، کیونکہ دورِ حاضر میں اسلامی معاشرہ احکامِ شرعیہ پر اتنی مضبوطی سے عمل پیرا نہیں ہے اس لئے خریدنے اور فروخت کرنے والوں کی

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

فہرست جمع کرنا غیر ممکن ہے اور جب یہ ممکن نہیں تو مسلمانوں میں فسادِ نکاح عام ہو جائے گا اور ہر وہ فعل جس سے فساد لازم آئے شرعاً جائز نہیں، اور مذکورہ صورت میں فساد عظیم لازم آئے گا۔ (۱۹)

مذہب ثانی کے فقہاء نے انسانی دودھ کے جواز پر قرآن و حدیث سے استدلال کیا جو اعتراض سے خالی نہیں۔

قرآن سے دلیل:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ (واحل اللہ البیع)۔ (۲۰) ابن حزم نے اس آیت کریمہ سے استدلال کی وجہ یہ بیان کی: ''عورت کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا دودھ کسی برتن میں نکالے اور دوسرے شخص کو دے جسے اس کی ضرورت ہے۔ ایک عورت کا یہ عمل دوسرے کو اپنے دودھ کا مالک بنانا ہوا اور جس چیز کا مالک بنانا یا اس چیز کی منتقلی جائز ہے اس کی بیع بھی جائز اور حلال ہے۔ (۲۱) اس قولِ باری تعالیٰ کے پیش نظر (واحل اللہ البیع) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح استدلال کیا: امام بخاری اور حضرت ابو داؤد نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکن کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ آپ نے اپنی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف بلند فرمائیں تو مسکرا اُٹھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تین مرتبہ لعنت فرمائی۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے ان پر شحوم (چربی) حرام فرمائی تو یہودیوں نے شحوم فروخت کرنا شروع کیا اور اس کی قیمت کھانی شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام فرمایا تو اس کی قیمت بھی حرام فرمائی۔ (۲۲) ماوردی نے وجہ استدلال یوں بیان فرمائی، جب کسی چیز کا کھانا حرام نہیں تو اس کی قیمت بھی حرام نہیں، اس بنیاد پر جب دودھ کا پینا مباح ہے تو اس کی قیمت حرام نہیں۔ (۲۳)

مذہب اول نے مجوزین کے استدلالات پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ نومولود کا دودھ پینا خواہ ماں کا ہو یا اجنبیہ کا مطلقاً جائز نہیں ہے بلکہ ضرورۃً ہے۔ یہاں تک کہ جب بچہ دودھ پینے اور پلانے سے مستغنی ہو تو اب اس کا پینا جائز نہیں اور اس کا اس دودھ سے انتفاع ممنوع ہے۔ حتیٰ کہ بعض فقہاء نے فرمایا کہ آنسو بہنے والی آنکھوں میں ڈالنا بھی جائز نہیں لیکن دوسرے فقہاء نے اس صورت میں اجازت دی۔ جب یہ معلوم ہوا کہ یہ اس مرض کی دوا ہے، اور یہ اس پر دال نہیں کہ دودھ

مال متقوم ہے کیونکہ یہ اس میتہ کی طرح ہے جو ضرورت کے وقت غذا بن جاتی ہے، حالانکہ یہ مال نہیں کہ اس کی بیع جائز ہو۔ (۲۴)

مذہب ثانی نے معقول سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا: دودھ پلانے والی عورت کا دودھ کا عوض لینا جائز ہے لہٰذا یہ منافع کی مشابہ ہوگیا۔ (۲۵)

مذہب اول نے اس کا رد کرتے ہوئے لکھا: دودھ پلانے کے بدلے اجرت لینے کا جواز انسانی دودھ کی بیع کے فساد پر دلیل ہے۔ اس لئے کہ جب اجارہ جائز ہے تو ثابت ہوگیا کہ دودھ منافع کے سبیل سے ہے نہ کہ اموال کے سبیل سے، اور اس لئے بھی کہ اگر دودھ مال ہوتا تو اجارہ جائز نہیں ہوتا، اور جب اجارہ جائز ہے تو واضح ہوگیا کہ اس کا دودھ مال نہیں۔ (۲۶)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے باندی کے دودھ کی بیع پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ باندی کے پورے جسم کا عقد جائز ہے، اسی طرح اس کے ایک جزء کا عقد جائز ہے، اس لئے کہ دودھ اس کا جز ہے، حنفیہ کے دوسرے فقہاء نے استدلال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ بیع کا جواز مالیت کے تابع ہے اور انسان کی مالیت صرف رق کا محل ہونے کی صورت میں ہے اور رقیت زندہ کے لئے ہے، دودھ میں زندگی نہیں لہٰذا استدلال درست نہیں۔

دونوں مذاہب اور ان کے دلائل و اعتراضات کو ذکر کرنے کے بعد یہ بات مکمل طور سے واضح ہوگئی کہ دونوں میں سے کوئی بھی بحث سے خالی نہیں۔ لیکن میری رائے مذہب اول کے ساتھ ہے جنہوں نے انسانی دودھ کی بیع کے عدم جواز کا قول کیا ہے۔ وہ اس لئے کہ دودھ انسان کا جزء ہے اور انسان اپنے جمیع اجزاء کے ساتھ مکرم ہے اور انسان کی کرامت و شرافت اس کا متقاضی نہیں کہ اس کے اجزاء کی خرید و فروخت کر کے اس کی توہین کی جائے۔ جب شریعت اسلامیہ نے دودھ پلانے والی کو اجرت دینا اور مرضعہ کو دودھ کا عوض لینا مباح قرار دیا تو واضح یہی ہے کہ اجارہ کے جواز میں کفالت اصل ہے اور دودھ تابع ہے اصلی نہیں۔ لہٰذا اجرت کفالت کی ہوئی نہ کہ دودھ کی، اور یہ بھی مسلم ہے کہ رضاعت سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، اس لئے انسانی دودھ کی بیع کے جواز میں فساد کا باب کھولنا لازم آئے گا، کیونکہ خرید و فروخت کرنے والے کی تعیین نہیں کی جا سکتی ہے اور اس صورت میں دودھ پینے والے کو معلوم نہیں ہو جائے گا کہ کس نے دودھ پلایا۔ بلاشبہ مسلمانوں کے درمیان نکاح کا فساد عام ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کو فساد محبوب نہیں (واللہ لا یحب الفساد)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

اور اصولِ فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ فساد کو دور کرنا مصلحت پر عمل کرنے سے مقدم ہے، اور انسانی دودھ کی بیع کے جواز میں فسادِ نکاح لازم آئے گا جب کہ مصلحت نومولود کو دودھ جیسی نعمت فراہم کرنا ہے۔ لیکن ضرورت و حاجت اس حد تک پہنچ گئی ہو کہ اجرت پر دودھ پلانے والی عورتیں نہیں مل پا رہی ہیں اور ماں کا دودھ بھی کافی نہیں تو نومولود کی غذا کی ضرورت کے تحت خریدنا اور بیچنا میرے نزدیک جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ دودھ جمع کرنے والی عورت کی تفصیلات موجود ہوں تاکہ کبھی بھی نکاح کا فساد لازم نہ آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دودھ کے بینکاری نظام کا قیام:

عورتوں کے دودھ کی بیع کے عدم جواز سے یہ ثابت ہوگیا کہ ایسے بینکوں کا قیام بھی حرام ہے، جن میں عورتوں کے دودھ جمع کئے جاتے ہیں۔ قیام کا مقصد ان بچوں کو دودھ جیسی نعمت فراہم کرنی ہے جنہیں ماں کا دودھ نہیں مل پاتا، یا جو عورتیں اپنی صحت اور حسن و جمال کو باقی رکھنے کے لئے بچوں کو دودھ نہیں پلایا کرتی ہیں۔ عدم جواز کی وجہ جیسا کہ بیان ہو چکی ہے کہ دودھ آدمی کا جزو ہے اور انسان اپنے جمیع اجزاء کے ساتھ مکرم ہے، لہٰذا بعض اجزاء کی خرید و فروخت کر کے اس کی اہانت و توہین جائز نہیں۔

سابقہ بحث کے مذہب ثانی کے مطابق اگر انسانی دودھ کی بیع جائز بھی قرار دے دی جائے تو ایسے بینکاری نظام کی حرمت اپنی جگہ باقی رہتی ہے، کیونکہ ان بینکوں سے فسادِ عظیم لازم آئے گا اور یہ ضرر انساب کا خلط ہے، جس اختلاط سے بچنا ممکن نہیں کہ ہر عورت کے دودھ کی تفصیل دیکھ کر خرید و فروخت کی جائے۔ حضرت علامہ کرلانی نے فرمایا، اس دودھ کی بیع کے جواز میں فساد لازم آئے گا، وہ اس لئے کہ اس دودھ سے اس بچہ اور مرضعہ کے درمیان حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور جب یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس عورت کا دودھ ہے، نکاح میں فساد لازم آئیگا اور اللہ رب العزت کو فساد محبوب نہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ دودھ کے بینکاری نظام کی تاسیس میں بچوں کے لئے مصلحت ہے کہ انہیں آسانی سے انسانی دودھ مل جائے گا۔ فریق آخر نے اس مصلحت کے قول پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ ایسے بینک کی تاسیس میں نومولود کے لئے مصلحت ہے لیکن اس کے ساتھ ایک بڑا

فساد بھی ہے اور وہ فساد نسب کا خلط ہے۔ کیا انساب کے اختلاط سے بڑھ کر بھی کوئی فساد ہوگا، جس کی حفاظت کے لئے آسمانی ادیان میں تاکید پر تاکید آئی ہے، جو اسلام میں کلیات خمس سے مشہور ہیں۔ یہ حفظ دین، حفظ نفس، حفظ نسل، حفظ مال اور حفظ عقل ہیں۔

اصول فقہ کا قاعدہ ہے جب فساد اور مصلحت میں تعارض پیدا ہو جائے تو فساد کے دور کرنے کو مقدم کرنا واجب ہے، اسی وجہ سے علامہ جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں، پانچواں قاعدہ مفاسد کو دور کرنا مصلحت پر عمل کرنے سے اولیٰ ہے۔ لہٰذا اگر فساد اور مصلحت میں تعارج پیدا ہو جائے تو فساد کو دور کرنا مقدم کیا جائے گا، کیونکہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مامورات کے اہتمام کرنے سے زیادہ تاکید منہیات کے اہتمام کرنے میں فرمائی ہے۔ صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قال خطبنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال ايها الناس قد فرض الله عليكم الحج فحجوا فقال رجل أكل عام يارسول الله؟ فسكت حتى قالها ثلاثا فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لو قلت نعم لوجبت ولما إستطعتم ثم قال ذروني ما تركتكم فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم بشيء فأتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم من شيء فدعوه۔ (۲۷)

اسی وجہ سے اسلام میں مشقت اور تکلیف کی صورت میں بعض واجبات وفرائض کا ترک کرنا روا ہے جیسے نماز میں قیام اور رمضان المبارک میں فطر جبکہ منہیات کی طرف اقدام کرنے میں خاص کر کبائر میں کوئی ادنیٰ پہلو بھی روا نہیں ہے۔

حضرت امام السیوطی نے ایک دوسرا قاعدہ ذکر فرمایا ہے جس سے عورت کے دودھ کے نظامِ بینکاری کی حرمت کو تقویت ملتی ہے۔ (۲۸)

"**اذا تعارض المانع المقتضى قدم المانع.**" جب مانع مقتضی کا معارض ہو تو مانع کو مقتضی پر مقدم کیا جائے گا، اور مقتضی یہاں بچے کو دودھ کی ضرورت ہے اور مانع اختلاط انساب، لہٰذا مانع کو بہر صورت مقدم کیا جائے گا۔

علم وفن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)

زیر بحث مسئلہ اس قاعدہ سے مزید موکد ہو جاتا ہے جس کو امام السیوطی نے اپنی کتاب ''الاشباہ والنظائر'' کے صفحہ ۸۶ میں ذکر فرمایا ہے۔ "**الضرور لا یزال بالضرر**" ضرر ضرر سے دور نہیں کیا جاتا۔ یہاں ضرر اول نومولود کی ماں کے فوت ہو جانے یا ماں کا دودھ نہ ہونے کی صورت میں بینکوں کے دودھ کا عدم حصول ہے اور ضرر ثانی نومولود کا ان بینکوں کے دودھ پینے کی صورت میں اختلاط نسب کا ترتب ہے اور یہاں ضرر اول، ضرر ثانی سے چھوٹا ہے، اس لئے ضرر اول کو ضرر ثانی سے دور کرنا جائز نہیں۔ اسی وجہ سے ابن الکتانی نے فرمایا: **لا بد من النظر لا خفهما واغلظهما.**"(۲۹)

بعض معاصرین فقہاء نے ایسے بینکوں کے قیام کے بارے میں اباحت کا قول کیا ہے۔ جواز کے دلائل میں فرمایا:

اول: لفظ رضاع عربی زبان میں "**مص الشدی**" و "**شرب اللبن**" کے معانی میں آیا ہے۔ اس لئے مص الشدی کے بغیر دودھ پینے کو رضاع نہیں کہا جا سکتا۔ انہوں نے اپنے قول کو مذہب ''ظاہریہ'' اور جو فقہاء رضاعت کا مص ثدی پر موقوف رکھتے ہیں ان کی طرف منسوب کیا ہے۔

الثانی: بعض فقہاء نے حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لئے عدد رضعات کی شرط متعین کی ہے۔ ان کے یہاں پانچ رضعات سے کم میں حرمت متعلق نہیں ہوتی ہے، اسی طرح بعض دوسرے فقہی مذاہب میں ذکر ہے کہ جب ایک عورت کا دودھ دوسری عورت کے دودھ میں مل جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا۔ مجوزین کے دلائل میں اتنی قوت نہیں جو جواز کی صورت کے لئے کافی ہو سکیں۔ دوسرے فقہاء نے اس کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ رضاع عام ہے، جس طرح "**مص اللبن مِن الشدی**" پر بولا جاتا ہے۔ اس طرح پستان کے بغیر دودھ پینے کو بھی رضاع کہا جاتا ہے، حضرت امام کاسانی فرماتے ہیں: ''رضاع کا نام پستان سے دودھ پینے پر موقوف نہیں، اس لئے کہ عرب کہتے ہیں "**یتیم راضع**" اگر چہ وہ بچہ گائے کا یا بکری کا دودھ پیتا ہو۔ مزید براں یہ کہ احکام شرعیہ عام طور سے معانی شرعیہ سے متعلق ہوتے ہیں، نہ کہ معانی لغویہ سے اور یہاں دودھ کا بچے کے معدے تک مص ثدی اور اس کے علاوہ دوسرے طریقے سے پہنچنے میں کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ رضاع سے تحریم کی حکمت تغذی ہے، جس سے گوشت بنتے ہیں اور ہڈیاں بڑھتی ہیں اور یہ دونوں صورتوں میں پائے جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اعتبار معانی کا

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

ہے نہ کہ الفاظ کا۔ اس طرح یہ بحث مزید طول کی متقاضی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ ''سعوط'' اور ''وجور'' کے معانی بھی ذکر کئے جائیں۔

سعوط کے ذریعہ نومولود کے معدہ یا پیٹ تک دودھ پہنچانے کا حکم:

کسی تفصیل میں جانے سے پہلے ''سعوط'' کا لغوی اور اصطلاحی معنی ذکر کرنا ضروری ہے۔ سعوط لغت میں ''ایک ایسی دوا کا نام ہے جو ناک میں ڈالی جاتی ہے۔'' اور سعیط وسعط اس برتن کو کہتے ہیں جس میں دوا رکھی جائے۔ (۳۰)

اصطلاح میں ''کسی برتن یا آلہ کے ذریعہ دودھ نومولود کی ناک یا حلق میں اس طرح ڈالنا کہ دودھ اس کے دماغ یا پیٹ تک پہنچ جائے۔ (۳۱)

سعوط کا معنی ذکر کرنے کے بعد یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا نومولود کی ناک کے ذریعہ پیٹ تک دودھ پہنچانا پستان سے دودھ پینے کا قائم مقام ہے یا رضاعت کا ثبوت مص ثدی پر موقوف ہے؟ اس سلسلے میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے، حنفیہ کے جمہور فقہاء کے نزدیک سعوط سے رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ ''یستوی فی تحریم الرضاع والارتضاع من الثدی والاسعاط والایجاز.'' (۳۲) ''تثبت بہ الحرمۃ اتفاقاً.'' یعنی سعوط اور وجور سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ (۳۳) مالکیہ کے نزدیک تفصیل ہے، مواہب الجلیل میں سعوط سے مطلقاً ثبوت رضاعت کا ذکر ہے۔ خلیل نے ابن عرفہ کے حوالے سے فرمایا: الرضاع عرفا وصول لبن آدمی لمحل مظنۃ غذاء و اخر لتحریمھم بالسعوط الحقفۃ ولا دلیل الا ستستی الرضاع.'' (۳۴) التاج الاکلیل میں ہے: ''السعوط: الدواء یصب فی الانف'' ابن قاسم نے فرمایا: اگر سعوط سے دودھ پیٹ تک پہنچ جائے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ مالکیہ کے بعض فقہاء نے فرمایا: ان السعوط ینحرم وان لم یتحقق وصولہ للجوف'' اس طرح کا قول ابن حبیب مالکی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ ابن قاسم مالکی نے فرمایا: ان وصول الی الجوف حرم والافلا'' حاشیۃ العدوی میں مذکور ہے کہ سعوط کے سلسلے میں ابن قاسم کا قول زیادہ مشہور ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

''الوجور کالرضاع وکذلک السعوط۔ لأن الرأس جوف۔'' اس عبارت سے صاف ظاہر

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

ہے کہ جو حکم پستان کو منہ لگا کر دودھ پینے کا ہے وہی حکم وجور اور سعوط کا ہے۔ المہذب ج ۲/ ۲۰۰ میں یہ عبارت ملتی ہے۔ "ویثبت أی التحریم بالسعوط، لأنه سبیل لفطر السائم فکان سبیلا لتحریم الرضاع کالفم." "مغنی المحتاج" میں ذکر ہے "وکذا إسعاط وهو صب اللبن فی الأنف لیصل الدماغ یحرم أیضًا علی المذهب، لحصول لاتغذی بذلک لأن الدماغ جوف لهٔ کالمعدة، والطریق الثانی: فیه قولان کالحقنة." شافعیہ کے کتب مصادر سے یہ بات مزید واضح ہوگئی کہ ان کے یہاں رضاعت کے ثبوت میں سعوط و وجور مص الثدی کی طرح ہیں۔

مذہب حنبلی میں سعوط اور وجور کے سلسلے میں دو روایتیں ملتی ہیں: "قال الحزق، السعوط کالرضاع وکذلک الوجور." معنی السعوط، أن یصب اللبن فی أنفه من إناء أو غیره والوجور أم یصب فی حلقه صبامن غیر الثدی." حنابلہ کے نزدیک بھی سعوط اور وجور کا حکم مص الثدی کی طرح ہے، البتہ روایت جو عدم ثبوت رضاعت کی ہے وہ مرجوح ہے جس کو حنبلی فقیہ ابوبکر نے اختیار کیا۔ "ان التحریم یثبت بذلک کما یثبت بالرضاع" یہ راجح ہے اور "لایثبت بهما التحریم وهو اختیار ابی بکر مرجوح ہے۔ (۳۵)

مجموعی طور پر اس قول کی دلیل کہ سعوط کا وہی حکم ہے جو مص الثدی کا ہے تو مذہب راجح کے فقہاء نے استدلال میں یہ احادیث پیش کیں۔ ابو داؤد اور دارقطنی نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لارضاع إلا ما انشز العظم وانبت اللحم۔ (۳۶) اس حدیث میں ابوموسیٰ اور ان کے والد ہیں جنہیں محدثین نے مجہول قرار دیا ہے۔ صاحب نیل الأوطار شوکانی نے اس حدیث کے راوی میں کلام کرتے ہوئے لکھا کہ بیہقی نے اس حدیث کو ابوحصین عن ابی عطیہ کی حدیث سے تخریج کی ہے، لیکن اس سے ابوموسیٰ کی مجہولیت کا ارتفاع ہوتا ہے نہ کہ ان کے والد کی۔ (۳۷) اس حدیث سے واضح ہوگیا کہ عورت کے دودھ کی جو معنویت مص ثدی سے حاصل ہے وہی معنویت سعوط سے بھی حاصل ہے، لہٰذا رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

حضرت امام کاسانی نے فرمایا: "پستان، اسعاط اور ایجار سے دودھ پینے اور پلانے کے حرمت مصاہرت کے ثبوت میں برابر کا حکم ہے، کیونکہ ثبوت رضاعت میں مؤثر دودھ سے غذائیت،

گوشت کی پیداوار، ہڈیوں کی مضبوطی اور بھوک مٹانے کے حصول ہیں اور یہ چیزیں اسعاط اور ایجار سے بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔(۳۸)

بخاری اور مسلم کے علاوہ دوسرے محدثین نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے۔ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کسی شخص کو دیکھ کر آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا، گویا اس شخص کا وہاں ہونا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناگوار گزرا تو ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے۔اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **انظرن ما اخوانکن فانّما الرضاعة من المجاعة.**" یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔(۳۹) فقہاء نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ دودھ سے حرمت مصاہرت کے ثبوت کی حکمت جسم کو غذائیت کا حصول ہے اور یہ معنی اسعاط میں بھی پایا جاتا ہے، اس لئے حرمت اس سے بھی متعلق ہوگی۔(۴۰)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے فرمایا: **لا یحرم من الرضاع الا ما فتق الا معاء فی الثدی وکان قبل الفطام.**" صاحب ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔(۴۱) احادیث کریمہ کے بعد عقلاً بھی یہ بات واضح ہے کہ اسعاط سے دودھ وہاں تک پہنچ جاتا ہے، جہاں تک مص ثدی سے پہنچتا ہے، مزید یہ کہ اسعاط سے نومولود کے جسم میں وہی اثر مرتب ہوتا ہے جو اثر مص ثدی سے مرتب ہوتا ہے، اس لئے ثبوت رضاعت میں بھی حکم برابر ہو، عقل کا یہی تقاضا ہے، اور جب سعوط روزے دار کے فطر کا سبب بن سکتا ہے تو رضاعت کے ثبوت کا سبب بدرجۂ اولیٰ ہوگا۔

دودھ سعوط کے ذریعہ نومولود کے پیٹ میں پہنچ بھی جائے تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی، یہ بعض مالکیہ کا قول ہے۔یہی قول بعض حنبلی فقہاء کا ہے جس کو ابوبکر نے اختیار کیا ہے، یہی مذہب ظاہریہ کا ہے، ایسا ہی قول عطاء اور لیث نے کیا ہے۔(۴۲)

طوالت کے خوف اور مذہب ثانی کے دلائل کی عدم پختگی کی وجہ سے ذکر نہیں کیا، لیکن دونوں مذاہب کے دلائل کی گہرائی تک پہنچنے کے بعد مجھے مذہب اول جو جمہور فقہاء کا ہے، زیادہ ٹھوس اور اعتراضات سے خالی نظر آیا۔ بایں وجہ میری رائے مذہب اول کے ساتھ ہے کہ سعوط سے رضاعت ثابت ہو جائے گی، کیونکہ شریعت اسلامیہ میں اغلبیت معانی کا ہے نہ کہ الفاظ کا اور دودھ سے ثبوت رضاعت کی حکمت جسم کی غذائیت ہے، جو اسعاط میں بھی پائی جاتی ہے۔(۴۳)

☆ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکام، فقہی احکام کہلاتے ہیں ☆

وجور سے رضاعت کے ثبوت کا حکم:

وجور لغت میں "الدواء یوجر فی وسط الفم." وجور ایک دوا ہے جو حلق میں ڈالی جاتی ہے۔ اور میجر اس آلہ کو کہتے ہیں جس سے ڈالی جاتی ہے۔ وجور اصطلاح میں: "ان یصب اللبن فی حلق الصبی صبا من غیر الثدی." یعنی دودھ کا ماں یا کسی عورت کے پستان کے علاوہ کسی اور آلہ سے نومولود کے حلق میں ڈالنا۔ وجور کا لغوی اور اصطلاح معنی بیان کرنے کے بعد اسعاط ہی کی طرح سوال ہوتا ہے کہ کیا رضاعت کے ثبوت میں وجور مص ثدی کا قائم مقام ہے؟ اس سلسلے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک رضاعت ثابت ہو جائے گی اور یہی راجح ہے۔

حنفیہ کا مذہب:

حنفیہ کے نزدیک جو حکم سعوط میں ہے وہی حکم وجور میں بھی ہے۔ تفصیل کے لئے مصادر حنفیہ اور غیر حنفیہ کے ان کتب کا مراجعہ کیا جا سکتا ہے، بدائع الصنائع، ۴/۷، شرح فتح القدیر، ۳/۳۱۹ مختصر اختلاف العلماء، ۲/۳۷۱۔

مالکیہ کا مذہب:

حاشیہ دسوقی میں مذکور ہے: "قوله ای الدر دیر. إن بوجور: أی هذا اذا کان وصول اللبن برضاع، أی مص بل ولو کان بوجور." اس مختصر عبارت سے مالکیہ کا مذہب واضح ہے کہ اگر نومولود کے حلق تک دودھ پہنچ جائے تو مص ثدی اور وجور دونوں کا حکم ایک ہے۔ تفصیلات معلوم کرنے کے لئے مختصر خلیل اور مواہب الجلیل دیکھا جا سکتا ہے۔

شافعیہ کا مذہب:

کتاب الام میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "الوجور کالرضاع" المہذب میں یہ عبارت ملتی ہے: "ویثبت التحریم بوجور لأنه یصل اللبن إلی حیث یصل بالارتضاع" ان کے نزدیک وجور سے رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ تفصیل کیلئے مآخذ کی ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ مغنی المحتاج، ۵/۱۷۶، المحلی علی المنہاج، ۴/۴۳ ز، زاد المحتاج، ۳/۵۴۶۔

☆ قال الشافعی رحمه الله تعالی: الفقهاء کلهم عیال ابی حنیفه فی الفقه ☆

حنابلہ کا مذہب:

فقہائے حنابلہ سے اس سلسلے میں دو روایتیں ملتی ہیں۔ راجح اور مشہور قول یہ ہے: "السعوط کالرضاع وکذلک الوجور" (۴۴) یہی قول حضرت شعبی اور ثوری کا ہے جیسا کہ سعوط میں ذکر ہو چکا ہے۔ مذہب ظاہریہ اور حنبلی فقیہ ابوبکر کے نزدیک وجور سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ تفصیل کے لئے المحلی، ۱۵۸۱۰ دیکھیں۔

جمہور فقہاء نے وجور سے رضاعت کے ثبوت میں وہ سارے دلائل ذکر کئے جو سعوط میں انہوں نے ذکر فرمایا۔ اس لئے کہ دودھ سے رضاعت کے ثبوت کی حکمت ہی یہ ہے کہ اس سے جسم کو غذائیت ملتی ہے، گوشت بنتا ہے، ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔ انہیں بنیادی اسباب کے پیش نظر جو حکم اصل میں تھا وہی حکم سعوط اور وجور میں لگایا۔ دلائل کے ٹھوس ہونے اور اعتراضات سے محفوظ ہونے کی وجہ سے میری رائے کے مطابق جمہور کا قول راجح ہے۔ میں نے سعوط کے مسئلہ میں ذکر کیا کہ شریعت اسلامیہ میں اعتبار معانی کا ہے اور نومولود کے داخلی اور خارجی جملہ اعضاء میں تبدیلی وجور سے پائی جاتی ہے۔ اس لئے ثبوت رضاعت میں بھی وجور کا حکم اصل کے حکم کی طرح ہو یہ عقل سے زیادہ قریب ہے۔ نیز یہ کہ دودھ پینے کے سبب سے نکاح کی حرمت، دودھ سے متعلق ہے، عورت کے پستان سے متعلق نہیں۔ واللہ اعلم۔

بعض فقہاء نے کہا کہ پانچ مرتبہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوگی، یہ قول لائق تسلیم نہیں۔ اس لئے کہ اگر ہم اس قول کو ترجیح دینے کی بھی کوشش کریں تو اختلاط لبن اور دودھ والی عورت اور اس کے دودھ کی مقدار کا علم متعذر ہے اور جب یہ متعذر ہے تو اختلاط نسب کا فساد لازم آئے گا اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے۔ "زر المفسدة مقدم على جلب المصلحة." اس لئے اس صورت میں مصلحت پر نہیں مسلم معاشرہ میں جو فساد لازم آئے گا اس کے روکنے پر عمل کیا جائے گا۔

بینکوں کے دودھ کی اباحت کے سلسلے میں بعض فقہاء نے فرمایا کہ جب دو عورت کا دودھ مل جائے تو اس صورت میں دونوں میں سے جس عورت کا دودھ غالب ہو حکم اس پر لگے گا۔ یہ قول بھی اپنے ظاہر میں عبث ہے۔ تسلیم کی صورت میں موجودہ دور کے بینکاری نظام میں غالب اور مغلوب کی معرفت مشکل امر ہے اور اختلاط نسب کا ترتب اپنی جگہ قائم ہے۔ مزید براں یہ کہ فساد کو دور کرنا مصلحت پر عمل کرنے پر مقدم ہے۔ اس لئے غالب اور مغلوب کی بات جواز کی صورت پیدا نہیں کرسکتی۔

☆ الفقه حقيقته الفتح والشق ☆ فقہ کے معنی ہیں کھولنا اور بیان کرنا ☆

دودھ کے بینکوں کے قیام کے نقصانات:

انسانی دودھ کے بینکوں کے قیام اور ان بینکوں سے بچوں کو دودھ فراہم کرنے کی صورت میں اسلامی معاشرہ میں جن اقسام کے برے اور شریعت اسلامیہ سے متصادم اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، اجمالاً یہ ہیں:

(۱) گناہ کا ارتکاب:

اگر اس طرح کے بینک قائم کئے جائیں گے اور ان بینکوں سے انسانی دودھ کی خرید وفروخت کی جائے گی تو اس صورت میں بائع اور مشتری دونوں برابر کے گنہگار ہوں گے۔ اس لئے کہ اس صورت میں جب کہ بینکاری نظام عام ہو جائے گا تو بسا اوقات دودھ پینے والے کی اس کی ماں، بہن، یا دودھ پینے کی بنیاد پر جو اس پر حرام ہوئے ہیں تفصیلات کا علم نہ ہونے کی وجہ سے شادی بھی ہو سکتی ہے۔ اور جو اس طرح کے عمل یا فعل کا مرتکب ہوگا وہ قرآنِ کریم میں آئی حرمت کی مخالفت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

حرمت علیکم امهاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت وامهاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعة.'' (سورۂ نساء)

اس طرح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جو حرمت وارد ہوئی ہے، اس کی بھی مخالفت لازم آئے گی، جسے امام مسلم کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی روایت فرمائی ہے:''قال حبیبنا المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم : یحرم من الرضاعة ما یحرم من الولادة.'' (۴۵)

(۲) اخلاق کے فساد میں ایسے دودھ کی تاثیر:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دودھ بچوں کی طبیعت کو متاثر کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بے وقوف اور کم عقل عورتوں کے دودھ پلانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ معنی حدیث ہے جس کی تفصیل سبل السلام، ۳/۲۸۸ میں ہے۔ نومولود کے اخلاق میں تاثیر کا ایک سبب یہ ہے کہ ان بینکوں میں مسلم، مشرکہ، فاحشہ اور بے حیاء ہر طرح کی عورتوں کے دودھ جمع کئے جاتے ہیں اور یہ ایک مسلمہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

حقیقت ہے کہ نومولود جن عورتوں کا دودھ پیتا ہے ان عورتوں کی طبیعت سے نومولود کے اخلاق بھی متاثر ہوتے ہیں۔ یہی ممانعت کی وجہ ہے جس کو ابن قدامہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوعبداللہ فاحشہ، زانیہ اور مشرکہ عورت کے دودھ کو مکروہ جانتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''دودھ نومولود کی طبیعت کو متاثر کرتا ہے، اس لئے یہودیہ، نصرانیہ، اور زانیہ عورتوں کا دودھ نہ پلایا جائے اور نہ ہی اہل ذمہ مسلمہ کا دودھ لے اور نہ ان عورتوں کے شعور کو دیکھے، کیونکہ ان صفات سے متصف عورتوں کے دودھ بسااوقات فحاشی میں مرضعہ کے مشابہ تک مفضی ہوتے ہیں اور نومولود کی طبیعت ان عورتوں کی سی ہو جاتی ہے۔

(۳) متعدی امراض کا حصول:

بہت ممکن ہے وہ عورتیں جن کے دودھ بینکوں میں جمع کئے جاتے ہیں، متعدی امراض میں مبتلا ہوں اور جب یہ دودھ ان بچوں کو پلایا جائے گا تو ظاہر ہے وہ بھی ان امراض متعدیہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اگر اس سلسلے میں یہ کہا جائے کہ سائنس نے امراض متعدیہ کے جراثیم کا انکشاف کر لیا ہے، پھر بھی یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ اب تک بعض ایسے جراثیم ہیں جن کا علم نہیں ہو سکا ہے۔ بالفرض مان بھی لیا جائے کہ جملہ امراض کے جراثیم کا علم حاصل کر لیا ہے تو اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ سائنس ان امراض کے طریقۂ علاج سے عاجز ہے۔ کیونکہ اس وقت تک سائنس H.B.I ایڈز کے وائرس کے کامیاب علاج میں ناکام ہے، اور دوسری طرف موجودہ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ دودھ یا نقل خون سے جراثیم دوسرے انسان تک پہنچ جاتے ہیں۔

ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر دو سوال ہر ایک کے ذہن میں آتے ہیں:

اول: کیا وہ لوگ جو دودھ جمع کرتے ہیں، ان تمام چیزوں کی رعایت کرتے ہیں؟

ثانی: اگر ان کی رعایت کے بغیر دودھ جمع کرتے ہیں تو کیا تعدی امراض کو روکنے پر قادر ہیں۔

(۴) اختلاط نسب:

ان بینکوں کے قیام سے انساب کا اختلاط لازم آئیگا، اس لئے کہ دودھ پینے والا بچہ جوان ہو کر عدم علم کی بنیاد پر اس سے شادی کر لے جو اس کی رضاعی ماں ہے اور سابقہ بیان سے یہ پورے طور پر واضح ہو گیا ہے کہ نسب کی حفاظت واجب ہے اور حفظ نسب کلیات خمس میں سے ایک ہے۔

(۵) عورتوں کی کرامت کی توہین:

اللہ تعالیٰ نے عورت کو مکرم بنایا اور اسے اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ اس لئے عورت کا دودھ لے کر بینک میں جمع کرنے سے اس کی کرامت کی توہین ہوگی کہ عورت کا دودھ نکالا جائے اور اسے جانوروں کے دودھ کی طرح بیچا جائے۔

(۶) بغیر ضرورت شرعیہ کے عورت کے ستر پر مطلع ہونا:

عام طور سے عورتوں کا دودھ مرد ہی نکالتے ہیں اور ضرورت شرعیہ کے وجود کے بغیر ایک اجنبی مرد کا عورت کے ستر عورت سے مطلع ہونا لازم آئے گا، جو قطعاً جائز نہیں۔

(۷) مرضعہ کا بچہ متاثر ہوگا:

اللہ تعالیٰ نے ماں کے دودھ کو نومولود کی غذا بنایا اور بلاشبہ جب مرضعہ دودھ کا کچھ حصہ فروخت کرے گا تو نومولود کی صحت متاثر ہوگی اور دودھ کی کمی کی وجہ سے نومولود کو ضرر عظیم بھی پہنچے گا۔

(۸) مرضعہ کی صحت کا متاثر ہونا:

جب نومولود ماں کا دودھ پیتا ہے تو ماں کے پستان کو چوستا ہے اور اس عمل سے ماں کو کسی طرح کی تکلیف یا نقصان نہیں ہوتا ہے، رہ گئی بات جدید سائنسی آلات کے ذریعہ عورتوں کے پستان سے دودھ نکالنے کی، جیسا کہ آج کل یورپ و امریکہ میں بہت زیادہ ہو رہا ہے تو واقعہ میں یہ طریقہ عورت کی صحت کو متاثر کرتا ہے اور ان رگوں کو نقصان پہنچاتا ہے جن سے دودھ نپل تک آتا ہے۔

واللہ اعلیٰ واعلم۔ (بشکریہ ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، انڈیا)

عالم بنو عالم بناؤ......................ملک وقوم اور دین بچاؤ

بغیر علم کے اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی ' دنیاوی علم اللہ کی معرفت عطا نہیں کرتا'
یہ دینی علم ہی کی شان ہے کہ وہ اللہ سے ملاتا ہے۔ دنیاوی علم محض وسیلہ روزگار ہے۔
علماء کی قدر کیجئے.................عالم بنئے.................جاہل رہنے پر قناعت مت کیجئے

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

حوالے

۱۔ الکفایۃ، ج ٦۔ ۲۔ المجموع، ج ۹۔ ۳۔ الحاوی، ج ٦۔
۴۔ المغنی، ج ۳۔ ۵۔ بدایۃ الحکمۃ، ج ۴۔ ٦۔ ہدایۃ، ج ٦۔
۷۔ بدائع الصنائع، ج ۵۔ ۸۔ المغنی، ج ۳۔ ۹۔ المحلی، ج ۷۔
۱۰۔ بدایۃ المجتہد، ۲/ ۱۳۸۔ ۱۱۔ المجموع، ۹/ ۳۰۵۔ ۱۲۔ المجموع، ج ۹۔
۱۳۔ بدائع الصنائع، ۵/ ۲۱٦ ۱۴۔ الکفایۃ، ج ٦۔ ۱۵۔ المغنی، ج ٦۔
۱٦۔ شرح فتح القدیر، ٦/ ٦۱ ۱۷۔ المجموع، ۹/ ۳۰۵ ۱۸۔ الحاوی، ج ٦۔
۱۹۔ فتح القدر، ج ٦۔ ۲۰۔ سورۃ بقرۃ۔ ۲۱۔ المحلی، ۷/ ۵۲۴۔
۲۲۔ سنن ابوداؤد، ۳/ ۲۸ ۲۳۔ العنایۃ، ٦/ ٦۱ ۲۴۔ الکفایۃ، ج ٦۔
۲۵۔ المغنی، ج ٦۔ ۲٦۔ حاوی، ٦/ ۴۵۔ ۲۷۔ صحیح مسلم بشر النووی، ۹/ ۸۵
۲۸۔ لسان العرب ۲۹۔ شرح فتح القدیر ٦/ ۴٦۷ ۳۰۔ بدائع الصنائع، ج ۴/ ۱۲۔
۳۱۔ مختصر اختلافات علماء ٦/ ۳۱٦ ۳۲۔ مواہب الجلیل، ۵/ ۵۳۵ ۳۳۔ الام، ج ۵/ ۴٦۔
۳۴۔ المغنی، ۱۱/ ۳۱۳۔ ۳۵۔ سنن ابوداؤد، ۲/ ۲۲۹ ۳٦۔ نیل الاوطار، ٦/ ۳۵۱۔
۳۷۔ بدائع الصنائع، ۴/ ۱۷ ۳۸۔ فتح القدیر، ۹/ ۵۰ ۳۹۔ حاشیۃ مغنی المحتاج، ۵/ ۱۷٦
۴۰۔ سنن ترمذی، ۳/ ۴۵۸ ۴۱۔ المغنی، ج ۱۱/ ۳۱۳ ۴۲۔ مختار الصحاح، ۹٦۷۔
۴۳۔ حاشیہ دسوقی شرح الکبیر، ۲/ ۵۰۳ ۴۴۔ المغنی، ج ۱۱/ ۳۱۳۔ ۴۵۔ نیل الاوطار، ٦/ ۳۵۵۔

Rules of Islamic Law

English translation of

Qanoon-e-Shariat

Publisher: Suffah Foundation

Jamia Masjid Ghousia, 73, Victoria Road, Lockwood

Huddersfield. U.K. www..suffahfoundation.com.

e.mail: info@suffahfoundation.com